© rasailojaraid.com

نظرات

بڑی خوشی کی بات ہے کہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے ابھی اپنے اواخر جنوری کے جلسہ میں قطعی طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا یکصد و سیزدہ سالہ جشن مارچ ۱۹۸۰ء کے اواخر میں عالمی پیمانہ پر منایا جائے، اندازہ کیا گیا ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ سے اور برصغیر انڈو پاک کے ڈھائی تین لاکھ افراد اس میں شریک ہونگے، چنانچہ اسی کے مطابق تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں اور مولانا حامد الانصاری غازی کی سرکردگی میں یکم فروری سے باضابطہ ایک دفتر قائم کر دیا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند کی جامع اور محققانہ تاریخ جو چند برس سے بڑے اہتمام سے لکھی جا رہی تھی وہ اب قریب الختم ہے، جشن کے موقع پر یہ کتاب بھی کئی جلدوں میں اردو، عربی اور انگریزی میں شائع ہوگی۔ ہم سب کو دعا کرنی چاہئے کہ یہ جشن بہمہ وجوہ کامیاب اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے فلاح و خیر کا موجب ہو۔

امیر خسروؒ تقریبات جن کا غلغلہ ایک عرصہ سے برپا تھا اس کا آغاز وگیان بھون نئی دہلی میں ۲۳ جنوری کو صدر جمہوریہ کے خطبہ سے ہوا اور ۲۵ جنوری تک بین الاقوامی سیمنار کی صورت میں جاری رہیں، اس موقع پر امیر خسروؒ تقریبات نیشنل کمیٹی کی طرف سے دو کتابیں شائع کی گئیں جو امیر خسروؒ کی حیات اور ان کے کارناموں پر مختلف ارباب قلم کے مقالات پر مشتمل اور انگریزی اور اردو میں الگ الگ تھیں ان کے علاوہ امیر خسروؒ سے متعلق چند چھوٹے چھوٹے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسالے بھی شائع کئے گئے جو بجائے خود مفید ہیں اور امیرؒ کی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن اس سے قطع نظر انتظامی ابتری اور پراگندگی کا جو منظر یہاں نظر آیا وہ بے حد افسوسناک اور شرمناک ہے۔ جن لوگوں سے مقالات لکھوائے گئے تھے ان میں متعدد حضرات ہیں (جن میں ایک راقم الحروف بھی ہے) جن کو مقالہ کے شائع ہونے کی اطلاع تک نہیں دی گئی، کتاب اور مقالہ کا آف پرنٹ بھیجنا تو دور کی بات ہے، ہندوستانی مندوبین و مدعوئین کے لئے نہ کہیں قیام کا انتظام تھا نہ طعام کا۔ اور نہ کسی قسم کی سواری کا۔ ایک سادہ دعوت نامہ ۲۰ر جنوری کو یہاں سے روانہ کیا گیا، جب کہ کانفرنس ۲۲ر کی صبح سے شروع ہو رہی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود دہلی اور نئی دہلی میں دعوت نامہ بعض لوگوں کو اتنی تاخیر سے ملا کہ وہ پہلے دن کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔ جن حضرات کو بیرون دہلی دور دراز کے مقامات سے آنا تھا اس سے اُن کی تکالیف کا اندازہ ہو سکتا ہے، پھر نہ سیمینار کا کوئی مطبوعہ پروگرام تھا اور نہ جیسا کہ اس قسم کی کانفرنسوں اور سیمناروں میں عام طور پر ہوتا ہے۔ کوئی پارٹی، کوئی استقبالیہ اور نہ کوئی کلچرل پروگرام۔ اس کے علاوہ مندوبین و مدعوئین کے ساتھ ادب و احترام کا وہ معاملہ نہیں کیا گیا جو کرنا چاہئے تھا۔ اس بنا پر ہر شخص وہاں پر سخت شاکی اور بیزار نظر آتا تھا۔ غرض کہ اس کانفرنس اور سیمنار کو ہرگز کامیاب نہیں کیا جا سکتا۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ قرار واقعی اس کی تحقیق کرائے کہ یہی علمی اور ادبی کانفرنسیں جب یونیورسٹیوں میں، ارباب یونیورسٹی کے زیر اہتمام و انتظام ہوتی ہیں تو نہایت شاندار اور کامیاب ہوتی ہیں، لیکن جب ان کانفرنسوں کا در و بست اور ان کا اہتمام و انتظام سرکاری لوگوں اور گورنمنٹ کے عہدہ داروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو شرمناک حد تک ناکامیاب رہتی ہیں۔

© rasailojaraid.com